اپریل 2019، شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بیاد

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی

- ★ ڈگری نہیں ہنر دیجیے؟ ★ قرآن اور تحفظ نسواں
- ★ مغربی انداز فکر اور معراج النبی ﷺ ★ شان خواجہ غریب نواز
- ★ حقوق نسواں کی خالص مغربی تحریف ★ حضرت علی المرتضی کے دریائے فیض
- ★ اذان بلال اور سورج کا نہ نکلنا ★ مسلمانو! یہ ہیں امام احمد رضا
- ★ میرا جسم میری مرضی پر اعتراض کیوں؟

مرکزی مجلس رضا

MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور

شمارہ: ۲۴۷۔ اپریل ۲۰۱۹ء۔ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ۔ جلد ۲۹

بیاد
مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر
محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مرکزی مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

فہرست

زر تعاون فی پرچہ -/30 روپے
سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/500

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا
مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور
0321-4477511
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com

اداریہ

ڈگری نہیں، ہنر دیجئے

ٹیوٹا، ڈاہٹسو، ڈاٹسن، ہینو، ہونڈا، سوزوکی، کاواساکی، لیکسس، مزدا، مٹسوبشی، نسان، اسوزو اور یاماہا یہ تمام برانڈز جاپان کی ہیں جبکہ شیورلیٹ، ہونڈائی اور ڈائیوو جنوبی کوریا بناتا ہے۔ آپ اندازہ کریں اس کے بعد دنیا میں آٹو موبائلز رہ کیا جاتی ہیں؟ آئی ٹی اور الیکٹرونکس مارکیٹ کا حال یہ ہے کہ سوئی سے لے کر کینن کیمرے تک سب کچھ جاپان کے پاس سے آتا ہے۔ ایل جی اور سام سنگ جنوبی کوریا سپلائی کرتا ہے۔ 2014 میں سام سنگ کا ریونیو 305 بلین ڈالرز تھا۔ ''ایسر'' لیپ ٹاپ تائیوان بنا کر بھیجتا ہے جبکہ ویتنام جیسا ملک بھی ''ویتنام ہیلی کاپٹرز کارپوریشن'' کے نام سے اپنے ہیلی کاپٹرز اور جہاز بنا رہا ہے۔ محض ہوا، دھوپ اور پانی رکھنے والا سنگاپور ساری دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے۔ اور کیلیفورنیا میں تعمیر ہونے والا اسپتال بھی چین سے اپنے آلات منگوا رہا ہے۔ خدا کو یاد کرنے کے لئے تسبیح اور جائے نماز تک ہم خدا کو نہ ماننے والوں سے خریدنے پر مجبور ہیں۔ دنیا کے تعلیمی نظاموں میں پہلے نمبر پر فن لینڈ جبکہ دوسرے نمبر پر جاپان اور تیسرے نمبر پر جنوبی کوریا ہے۔ انھوں نے اپنی نئی نسل کو ''ڈگریوں'' کے پیچھے بھگانے کے بجائے انھیں ''ٹیکنیکل'' کرنا شروع کردیا ہے۔ آپ کو سب سے زیادہ ایلیمنٹری اسکولز ان ہی تمام ممالک میں نظر آئینگے۔ وہ اپنے بچوں کا وقت کلاس رومز میں بورڈز کے سامنے ضائع کرنے کے بجائے حقائق کی دنیا میں لے جاتے ہیں۔ ایک بہت بڑا ووکیشنل انسٹیٹیوٹ اسوقت سنگاپور میں ہے اور وہاں بچوں کا صرف بیس فیصد وقت کلاس میں گذرتا ہے باقی اسی فیصد وقت بچے اپنے اپنے شعبوں میں آٹو موبائلز اور آئی ٹی کی چیزوں سے کھیلتے گذارتے ہیں۔ دوسری طرف آپ ہمارے تعلیمی نظام اور ہمارے بچوں کا حال ملاحظہ کریں۔ آپ دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں۔ بی اے، بی کام، ایم کام، بی بی اے، ایم بی اے،

انجینئر نگ کے سینکڑوں شعبہ جات میں بے تحاشہ ڈگریاں اور اس کے علاوہ چار چار سال تک کلاس رومز میں جی پی کے لئے خوار ہوتے لڑکے لڑکیاں کونسا تیر مار رہے ہیں؟ آپ یقین کریں ہم صرف دھرتی پر ''ڈگری شدہ'' انسانوں کے بوجھ میں اضافہ کر رہے ہیں۔ یہ تمام ڈگری شدہ نوجوان ملک کو ایک روپے تک کی پروڈکٹ دینے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی ساری تگ ودو اور ڈگری کا حاصل محض ایک چھوٹی سی نوکری ہے اور بس۔ ہم اسقدر ''وژنری'' ہیں کہ ہم لیپ ٹاپ اسکیم پر ہر سال 200 ارب روپے خرچ کر رہے ہیں لیکن لیپ ٹاپ کی انڈسٹری لگانے کو تیار نہیں ہیں۔ آپ ہمارے ''وژنری پن'' کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ پوری قوم سی پیک کے انتظار میں صرف اسلیئے ہے کہ ہمیں چائنا سے گوادر تک جاتے 2000 کلومیٹر کے راستوں میں ڈھابے کے ہوٹل اور پنکچر کی دوکانیں کھولنے کومل جائینگی اور ہم ٹول ٹیکس لے لے کر بل گیٹس بن جائینگے۔ اوپر سے لے کر نیچے تک کوئی بھی ٹیکنالوجی ٹرانسفر کروانے میں دلچسپی نہیں رکھتا ہے۔ آپ فلپائن کی مثال لے لیں۔ فلپائن نے پورے ملک میں ''ہوٹل مینجمنٹ اینڈ ہاسپٹلٹی'' کے شعبے کو ترقی دی ہے۔ اپنے نوجوانوں کو ڈپلومہ کورسسز کروائے ہیں۔ اور دنیا میں اسوقت سب سے زیادہ ڈیمانڈ فلپائن کے سیلز مینز/گرلز، ویٹرز اور ویٹرسسز کی ہے۔ حتیٰ کے ہمارا دشمن بھارت تک ان تمام شعبوں میں بہت آگے جا چکا ہے۔ آئی ٹی انڈسٹری میں سب سے زیادہ نوجوان ساری دنیا میں بھارت سے جاتے ہیں۔ جبکہ آپ کو دنیا کے تقریبا ہر ملک میں بڑی تعداد میں بھارتی لڑکے لڑکیاں سیلز مینز، گرلز، ویٹرز اور ویٹریسسز نظر آتے ہیں۔ پروفیشنل ہونے کی وجہ سے ان کی تنخواہیں بھی پاکستانیوں کے مقابلے میں دس دس گنا زیادہ ہوتی ہیں۔ اور دوسری طرف لے دے کر ایک ''مری'' ہی ہمارے لئے ناسور بن چکا ہے۔ جہاں کے لوگوں کو سیاحوں کی عزت تک کرنا نہیں آتی ہے۔ چینی کہاوت ہے کہ ''اگر تم کسی کی مدد کرنا چاہتے ہو تو اس کو مچھلی دینے کے بجائے مچھلی پکڑنا سکھادو''۔ چینیوں کے تو یہ بات سمجھ آگئی ہے۔ کاش ہمارے بھی سمجھ آجائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ ''ہنر مند آدمی کبھی بھوکا نہیں رہتا''۔ خدارا! ملک میں ''ڈگری زدہ'' لوگوں کی تعداد بڑھانے کے بجائے ہنرمند پیدا کیجئے۔ دنیا کے اتنے بڑے ''ہیومن ریسورس'' کی اسطرح بے قدری کا جو انجام ہونا تھا وہ ہمارے سامنے ہی ہے۔

مغربی اندازِ فکر اور معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

علمی مطالعہ کی روشنی میں

غلام مصطفیٰ رضوی

عقل کی پرواز بہت محدود ہے، وحی کی وسعت کا اندازا عقل نہیں لگا سکتی، اسی لیے وحی کے مقابل عقل کو قبلہ بنانا دانش مندی نہیں۔ قرآن مقدس نے اسی لیے عقلاے زمانہ کو چیلنج کیا تھا: ''اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ'' (البقرۃ: ۲۳) یہ اس بات پر دلیل ہے کہ قرآن کے آگے سب عاجز و ساکت ہیں اور اس کتابِ مقدس کے احکام شک وشبہے سے پاک ہیں، امام احمد رضا قادری (م ۱۹۲۱ء) نے سچ ہی فرمایا:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

۱۷ ویں صدی کے مشینی انقلاب نے مغربی قوتوں کو خود فریبی میں مبتلا کر دیا، وہ گمان میں پڑ گئے کہ اب قرآن مقدس سے دلوں کو دور کرنا آسان ہوگا، لیکن یہ گمان ڈھے گیا، قرآن کی حقانیت ایجادات و اختراعات کے ساتھ ساتھ اور اجاگر ہوتی گئی، سائنس نے جہاں جہاں قرآن سے استفادہ کیا ٹھوس نتائج بر آمد ہوئے، جانسن کے یہ قول: ''یہی (قرآن مقدس کا) پیغام ایک تعمیری قوت کے طور پر وجود میں آیا اور عیسائی دنیا میں بہ طور نور پھیل گیا اور جہالت کی ظلمت کو دور کر گیا۔''

(تبرکات مبلغ اسلام، ص ۴۹۳)

ایمان نام ہے اطاعت و تسلیم کا، ہم ایمان لائے، اللہ و رسول کی اطاعت کا عہد باندھا، قرآن کے احکام کو تسلیم کیا، اب اسے چھوڑ کر عقل خام کو قبلہ بنانا منفی طرزِ عمل ہے جو مغرب کا وطیرہ ہے، مغربی قوتوں نے ایمان کم

زور کرنے کی غرض سے عقلی تحریک کو آگے بڑھایا، قرآن کریم نے عقل کی نہیں بلکہ اللہ و رسول کی اطاعت کی تعلیم دی: ''اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا'' (سورۃ المآئدۃ:۹۲)

یوں ہی واقعۂ معراج ہے یعنی رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ نے عالم سموات کی سیر کروائی اور سب سے بڑھ کر اپنا قربِ خاص عطا فرمایا۔ اس واقعۂ معراج کو بعض مغربی تعلیم سے مرعوب مسلمان عقل ناپاے دار کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ اعتراض کرتے ہیں کہ کس طرح کم وقت میں فرش سے عرش گئے، رب کا دیدار کیا؟ اور مشاہدات کیے؟...... قرآن نے صاف فرما دیا: ''پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔'' (سورۃ بنی اسرائیل:۱)

سوچنے والی بات ہے کہ نبی، رب قدیر کے پیغامات پہنچاتے ہیں، انھیں نیابت الٰہی حاصل ہوتی ہے، ''رب کی عظیم نشانیاں'' ملاحظہ فرما کر انھوں نے انسانیت کو سنوارا، رب نے انھیں اپنی ربوبیت کی پہچان کا ذریعہ بنایا، تو انھیں اپنی عظیم نشانیاں دکھا دے تو جائے تعجب کیا؟ اعتراض کیسا؟ رب نے بتایا اور وہ قدرت والا ہے، اس میں کلام رب کی قدرت پر جسارت ہے...... قرآن و حدیث دونوں پر ہمارا ایمان ہے اور دونوں ہی معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیلیں رکھتے ہیں، قرآن مقدس میں مسجد اقصیٰ تک کا بیان تو بالکل واضح ہے اور احادیث میں آگے کی منازل اور رویت باری (دیدار الٰہی) کا بیان ہے۔ قادر مطلق نے اپنی قدرت سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دیدار عطا فرمایا، ہم اس رُخ سے یہاں چند دلائل ذکر کیے دیتے ہیں تا کہ ایمان کو تازگی ملے اور اسلام مخالف قوتوں کو ضرب کاری۔

سورۃ والنجم میں بہت واضح طور پر معراج کا ذکر فرمایا گیا، جس میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ حضور اقدس اپنی خواہش سے نہیں کہتے جو رب کی مرضی ہوتی ہے وہی فرماتے ہیں،

ملاحظہ کریں: ''اس چمکتے تارے (محمد) کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمھارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو بس وحی ہوتی ہے جو انھیں کی جاتی ہے انھیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقت ور نے، پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا، پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا تو اس جلوہ اور محبوب میں دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، پھر وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا، تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو، اور انھوں نے وہ جلوہ دو بار دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔'' (سورۃ النجم)

دیدارِ الٰہی کی بابت کفار مکہ اور یہود و نصاریٰ کو بہت شاق گزرا اور وہ حسد میں پڑ گئے، اس حقیقت کو جھٹلانے کو بہانے تلاش کرنے لگے، وحی نے ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیا، اول سے ہی معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار یہود و نصاریٰ کرتے چلے آئے ہیں۔ اسی سبب راقم نے معراج نبوی کے انکار کو مغربی اندازِ فکر سے تعبیر کیا ہے۔

علامہ محمد زرقانی کے حوالے سے امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا، یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند و بالاتر مقام میں کلام فرمایا، جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا، اور بے شک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شبِ اسریٰ مجھے میرے رب نے نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔

(دیدارالٰہی، ص ۱۱۔ ۱۲)

امام نسائی اور امام ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی کی روایت میں ہے: کیا ابراہیم کے لیے دوستی اور موسیٰ کے لیے کلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیدار ہونے میں تمھیں اچنبا ہے،

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے، امام قسطلانی نے فرمایا اس کی سند جید ہے...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبار اپنے رب کو دیکھا، ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔ امام سیوطی و امام قسطلانی و علامہ شامی و علامہ زرقانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(مرجع سابق، ص ۳۔۴)

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اس میں دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہا۔

(ختم نبوت، ص ۱۲، امام احمد رضا)

مجھے یہاں امام شرف الدین بوصیری کا وہ شعر یاد آرہا ہے جو معراج کی طرف اشارہ کرتا ہے:

وَبِتَّ تَرْقٰى اِلٰى اَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابَ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

ترجمہ: آپ بلندیوں کی جانب بڑھتے رہے، یہاں تک کہ "قاب قوسین" کی وہ منزل پالی جس تک نہ کسی کی رسائی ہوئی نہ ہمت (وہ یہ کہ صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔)

ہمیں ایمان، رب کی معرفت، توحید کی تعلیم، حق کی پہچان سب بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی عطا ہوئے، ان کی رسائی بارگاہِ رب تک اور ہماری رسائی بارگاہِ مصطفی تک، اسی لیے امت محمدی کو جو مقام ملا وہ دوسری امتوں کو نہ ملا۔ ان سب انعامات و امتیازات کے باوجود واقعۂ معراج سے متعلق صہیونی اندازِ فکر کو اہمیت دینا مناسب نہیں، اور یہی مغربی سازش بھی تھی کہ مسلمان اپنے نبی کی عظمت میں شک کرے، مغرب کے ایسے حربوں کو ناکام کرنا ہماری قومی ذمہ داری ہے۔ ایک مسلمان کو لازم ہے کہ وہ اپنے نبی کی عظمت کے ترانے گنگنائے، امام شرف الدین بوصیری فرماتے ہیں: "ہم مسلمانوں کے لیے خوش خبری ہے کہ عنایت ربانی سے ہمیں ایک ایسا ستون میسر آگیا ہے جو کبھی زمیں بوس نہ ہوگا۔"

رجب وشعبان میں تیاریٔ رمضان

مندرجہ ذیل اعمال بزرگان دین اور صالحین کے آزمودہ اور منقول شدہ ہیں جن کے شائع کرنے کا مقصد مخلوق خدا کو تسبیح اور مصلے کے ساتھ غیر شرعی اعمال کے بجائے نوافل و تسبیحات کے ذریعہ جوڑنا ہے۔

رجب المرجب کی عبادات:

احادیث میں ماہ رجب کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان شریف میری امت کا مہینہ ہے۔" حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب ماہ رجب کا چاند دیکھو تو پہلے ایک مرتبہ یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ

پہلی شب: بعد نماز عشاء چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ الم نشرح ایک بار سورۂ اخلاص ایک بار سورۂ فلق ایک بار سورۂ الناس ایک بار پڑھے جب دو رکعت کا سلام پھیرے تو کلمہ توحید 33 بار اور درود شریف 33 مرتبہ پڑھے۔ پھر دو رکعت کی نیت باندھ کر پہلی دو رکعت کی طرح پڑھے پھر بعد سلام کے کلمہ توحید 33 دفعہ درود شریف 33 دفعہ پڑھ کر جو بھی حاجت ہو اللہ پاک سے طلب کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہر دعا قبول ہوگی۔ ماہ رجب کی ہر شب جمعہ بعد نماز عشاء دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ بقرہ کا آخری رکوع

الرَّسُوْل سے کَافِرِیْن تک سات مرتبہ پڑھے۔ پھر دو رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ حشر کی آخری آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ تا اَلْحَکِیْمُ سات مرتبہ پڑھے سلام کے بعد بارگاہ الٰہی میں جو بھی حاجت ہو طلب کرے ان شاء اللہ تعالیٰ جو دعا مانگے گا قبول ہوگی۔ ہر مراد کیلئے یہ نماز بہت افضل ہے۔

اس مہینہ کے پہلے جمعہ کی رات میں بعد مغرب کے بارہ رکعت نفل چھ سلام سے ادا کی جاتی ہیں۔ ہر رکعت میں بعد الحمد کے سورۃ القدر تین بار اور سورۃ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے اس کے بعد ستر بار پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ پھر سجدہ میں جا کر ستر بار پڑھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَةِ وَالرُّوْحِ اور پھر سر اٹھائے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ستر مرتبہ پھر دوسرا سجدہ اسی طرح کرے۔ پھر جو دعا مانگے گا قبول ہوگی۔

ماہ رجب کی ستائیسویں شب:

ماہ رجب کی ستائیسویں شب کو بارہ رکعت نماز تین سلام سے پڑھے پہلی چار رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر ہر رکعت میں تین تین مرتبہ پڑھے سلام کے بعد ستر مرتبہ بیٹھ کر یہ پڑھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ دوسری چار رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ نصر تین تین مرتبہ ہر رکعت میں سلام کے بعد بیٹھ کر ستر مرتبہ پڑھے۔ اِنَّكَ قَوِیٌّ مُّعِیْنٌ وَّاحِدٌ دَلِیْلٌ بِحَقِّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تیسری چار رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ ہر رکعت میں سلام کے بعد بیٹھ کر ستر مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھے پھر بارگاہ رب العزت میں دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ جو حاجت ہوگی وہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ ماہ رجب المرجب کی پندرہ تاریخ کو کسی نماز کے بعد ایک مرتبہ یہ استغفار پڑھنی بہت افضل ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ

الْعُیُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ

شعبان کی عبادات

دو رکعت نفل: جو کوئی شعبان کے مہینہ کی پہلی شب نماز تہجد کے بعد دو رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور رکوع و سجود میں معمول کی تسبیح پڑھنے کے بعد یہ کہے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ سُبْحَانَ مَنْ ھُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ تو

پروردگار عالم اسے جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جنت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

پہلا جمعہ: شعبان کے پہلے جمعۃ المبارک کو جو کوئی نماز مغرب کے بعد نماز عشاء سے پہلے دو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی، دس مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۃ الناس پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے ایمان کی سلامتی و ترقی عطا فرمائے گا۔

چار رکعت نوافل: شعبان کے مہینہ کے پہلے جمعہ کی شب نماز عشاء کے بعد جو کوئی چار رکعت نفل نماز اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اس نفل نماز کا ثواب خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخشے تو بفضل باری تعالیٰ اسے جنت میں جگہ عطا ہوگی۔

صلوٰۃ الخیر: شب برأت میں نوافل اور ذکر الٰہی کی بہت فضیلت ہے اس شب نوافل ادا کرنا شب بیداری کرتے ہوئے ذکر الٰہی کرنا، اللہ تعالیٰ سے عجز و انکساری کے ساتھ گڑگڑا کر روتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا انسان کو حقیقی کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرماتا ہے۔ اس مبارک اور بابرکت شب میں صلوٰۃ الخیر پڑھنے سے بہت سی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ یہ نماز سلف صالحین سے منقول ہے اور یہ نفل نماز شعبان المعظم کی پندرھویں شب

نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے اس میں ایک سو رکعتیں ہیں اور دو دو رکعت کر کے اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا کہ اس رات کو جو کوئی یہ نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر مرتبہ نگاہ کرتا ہے اور ہر بار اس کی طرف دیکھنے پر اس کی ستر حاجتیں پوری کرتا ہے جن میں سب سے ادنیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

نوافل اور روزہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں شب آئے تو تم رات کو قیام کیا کرو یعنی نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس شب میں غروب آفتاب ہونے کے بعد ہی آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ کوئی بخشش چاہنے والا ہے تا کہ میں اس کو بخش دوں، کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق عطا کر دوں، کوئی مصیبت میں مبتلا ہے کہ میں اس کو عافیت دوں۔ اور ایسے ہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

جو کوئی شعبان المعظم کی چودہ تاریخ کو روزہ رکھے اور افطاری کے وقت سے چند منٹ پہلے تک باوضو حالت میں چالیس مرتبہ یہ پڑھے: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پروردگار عالم اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دے گا۔

نماز عشاء کے بعد: شعبان کی چودہ تاریخ کو نماز عشاء کی ادائیگی سے قبل جو کوئی آٹھ رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد پانچ پانچ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو پروردگار عالم اسے گناہوں کی معافی عطا فرمائیں گے۔

☆☆☆☆☆

حقوق نسواں کی خالص مغربی تعریف

میں اس کا مخالف نہیں کہ عورتیں خود پر معاشرے میں ہونے والی کسی بھی ناانصافی کے خلاف آواز بلند کریں. اگر انہیں لگتا ہے کہ ان پر ایسی پابندیاں عائد کی جارہی ہیں جس کے جبری نفاذ کی دین وآئین اجازت نہیں دیتا. یا پھر مردوں کی جانب سے ایسا رویہ اپنایا جارہا ہے جو عورت پر جبر وتذلیل کا سبب ہے تو انہیں حق ہے کہ وہ اپنی بات آگے بڑھ کر کہیں. مگر کسی بھی عورت یا کسی بھی مرد کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اس احتجاج میں ہر طرح کی اخلاقیات کو پامال کرے، یا دین اور معاشرے کی ان متوازن مشترکہ اقدار کو بھی بالائے طاق رکھ کر شتر بے مہار بننے کی ضد کرے. جس طرح موٹر سائیکل میں ٹرک کا پہیہ لگانے کا تقاضہ حماقت کے سوا کچھ نہیں، ویسے ہی کسی مسلم آبادی کے معاشرے میں جہاں اکثریت اسلامی اقدار کو ایک بڑی حد تک اپنانے کی خواہاں ہو وہاں حقوق نسواں کی خالص مغربی تعریف کا مطالبہ فقط فساد ہے... یہ کم فہم و خاکسار فرحان آپ کو بتاتا چلے کہ مغرب میں بھی وومن رائٹس پر بات کرنا ایک شے ہے اور فیمنزم کی تحریک کو اپنانا بالکل الگ شے. اس وقت امریکہ اور یورپ میں خواتین ہی کی ایک بہت بڑی تعداد فیمنزم کی شدید مخالف ہے. وومن رائٹس کے حاملین دلائل وشائستگی سے حقوق کی جدوجہد کرتے ہیں۔ جبکہ فیمنزم ہر وقت عورت کی مظلومیت کا جائز ناجائز رونا روتے ہوئے مردوں سے ایک خاص طرح کی نفرت پیدا کرتا ہے. یوٹیوب ہو، فیس بک ہو یا دیگر ویب سائٹس ۔آپ کو یہ دونوں تحریکیں ایک دوسرے سے الجھتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

عزیز دوستو! فیمنزم کی موجودہ شکل اتنی کریہہ ہے کہ وہ ہر جگہ چاہے وہ چرچ ہو یا مسجد احتجاج کے نام پر ننگی ہوجاتی ہیں. اور پھر نعرہ لگاتی ہیں کہ:

''میرا جسم میری مرضی''، یقین نہ آئے تو گوگل پر سرچ کر لیجئے۔ بہرحال اب مسئلہ یہ ہے کہ، کیونکہ فیمینزم اپنے ظاہر میں عورت ہی کے حقوق کا نعرہ لگاتا ہے، اسلئے بہت آسانی سے نئی عورتیں بالخصوص مشرقی عورتیں اسے اپنا وکیل مان لیتی ہیں اور یوں دانستہ نادانستہ اسی کا فلسفہ اپنا بیٹھتی ہیں ...وطن عزیز میں جو حقوق نسواں کے نام پر جو ریلی نکلی ہے، اس سے بھی ہمیں یہی منکشف ہو رہا ہے کہ جلد وہ وومن رائٹس سے نکل کر فیمینزم کی گود میں جا گریں گی. ہمارے مذہب پسند طبقے کو بھی یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آپ دلیل سے دین کی دعوت ضرور دیں. انہیں پردے کے بارے میں قران و سنت کی جانب بلائیں مگر یہ لالی پاپ، ٹوفی کے ریپر یا نایاب ہیرے جیسے مثالیں دے کر پردہ کرنے کی ترغیب نہ دیں. اس سے پڑھی لکھی خواتین کو ترغیب تو بالکل نہیں ملے گی البتہ ان چیزوں سے اپنا تقابل سن کر ضد ضرور بڑھ جائے گی. اسی طرح ان عورتوں کو بھی ہم دعوت فکر دیتے ہیں کہ ان ساری تحریکوں اور بینرز میں ایک بھی پیغام ایسا کیوں نہیں ملا، جس میں ان آئٹم سانگز کی مذمت کی گئی ہو جو عورت کو ایک گوشت کا ٹکڑا بنا کر پیش کرتے ہیں...؟ یا جس کی شاعری میں عورت کو جلیبی، تندوری مرغی اور جانے کیا کیا خطابات دیئے جاتے ہیں...؟ یا جس میں رقص کے نام پر بدن کو ننگا کر کے دیکھنے والوں کی بھوکی نظروں کیلئے پیش کیا جاتا ہے...؟ یا ایسا تو نہیں کہ آپ بات عورت کی عزت کی کرتی ہیں مگر حقیقت میں عورت کو اسی بازار میں مزید گھٹیا بنا کر پیش کرنا چاہتی ہیں؟

محترم و مکرم قارئین کرام یہ حقیر فقیر کچھ تصاویر یہاں شیئر کر رہا ہے، جس کے بعد یقین جانیئے اگر آپ پیٹ بھر کر بھی لبرل ہوں تو بھی مجھے یقین ہے کہ اس میں سے کچھ تصاویر (پیغامات) کو آپ اپنی والدہ یا والد کے ساتھ نہیں دیکھ سکیں گے، اور ساتھ ہی ساتھ میں تہہ دل سے پیشگی معذرت چاہتا ہوں کہ ایسی تحریر آج لکھ بیٹھا ہوں، مگر مجھے لگا کہ شاید ایسا کرنے سے سب کی نہیں تو کچھ قارئین کو موجودہ صورتحال کا کسی حد تک ادراک مل سکے... بہرحال المختصر و مقصود تحریر یہ کہ پاکستان میں خواتین ڈے کچھ ایسے بھی منایا گیا۔ ہمارے ملک میں کچھ تنظیمیں ایسی بھی ہیں جو غیر ملکی فنڈنگ سے ایسے کلچر کو فروغ دے رہی ہیں، جس سے معاشرہ تباہی کی طرف تیزی سے جا رہا ہے۔ حکومت پاکستان سے درخواست ہے کہ ایسی تنظیموں اور ان کے کارکنان کو بند کیا جائے تاکہ ہمارے اور آپ کے بچے ایسے کلچر اور سوچ سے محفوظ رہیں۔ آمین

☆☆☆☆☆

میرا جسم میری مرضی پر اعتراض کیوں؟

محمد اسمٰعیل بدایونی

دارالخلافہ میں موم بتی آنٹیوں کی جانب سے یومِ خواتین کے موقع پر بہت سے متنازعہ پلے کارڈ کے ساتھ "میرا جسم میری مرضی" کا پلے کارڈ بھی نمایاں تھا اس کی حمایت میں لبرلز قلم کاروں نے اپنے قلم توڑ دیئے۔ لیکن مغربی آقا خوش نہیں ہوئے۔ یہ تحریک اسلام آباد کی سڑک سے نکل کر عوام میں کوئی پذیرائی حاصل نہ کر سکی۔ حتیٰ کہ دین دار طبقے کو چھوڑیئے عام آدمی نے تو اسے بڑے گھرانوں کی بے کار، کام چور اور کاہل خواتین کی hobby قرار دیا۔ دین دار طبقے نے اپنی مدد آپ کے تحت جہاں تک ان سے ممکن ہو سکا سوشل میڈیا کے ذریعے اس کلوننگ شدہ مغربی فکر کی بیخ کنی کے لیے اپنا کردار ادا کیا جس پر کہا گیا "مذہبی حلقوں نے سخت تنقید کی اور سوشل میڈیا پر منظم طریقے سے اس کے خلاف سامنے آئے" بس مولوی صاحب کی شامت آگئی۔ تم ہوتے کون ہو؟ الفاظ کی دھار تیز ہونے لگی۔ آپ بھی اس تیز دھار کے چند نمونے ملاحظہ کیجیے۔ "ہماری دینی اور ملی حمیت اُس وقت نہیں جاگتی جب اس معاشرے میں غریب عورت کے حقوق پامال ہو رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں چادر، پردہ، چاردیواری اُس وقت یاد نہیں آتے جب عورت دوسرے کے گھروں میں جھاڑو دینے اور برتن مانجھنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اور جب وہ کھیتوں میں کام کرتی ہے اور

سڑکوں پر روڑی کوٹتی ہے اور جب وہ گلی کے کوڑے میں سے کھانا تلاش کر رہی ہوتی ہے۔ ہم عورت کو اسلامی فرائض اُس وقت یاد کرواتے ہیں جب وہ اپنے جسم پر اپنا کنٹرول رکھنے کا اعلان کرتی ہے۔ ہمیں عورت کے حقوق اُس وقت یاد نہیں آتے جب عورت کو مرضی کرنے سے غیرت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ جب چھوٹی بچیوں کو پیسوں کے عوض بوڑھے آدمیوں سے بیاہ دیا جاتا ہے"۔

زبردست! شاندار! تالیاں جناب تالیاں کس کے گھروں میں جھاڑو دیتی ہیں یہ خواتین؟ میڈم! آپ ہی کے گھر کی نا؟ کس کے گھر کے برتن مانجھتی ہیں یہ خواتین؟ میڈم! یہ آپ ہی کے گھر میں آپ کے، آپ کے شوہر نامدار کے اور آپ کے بچوں کے جھوٹے برتن مانجھتی ہیں کیونکہ آپ کو تو عورتوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا ہوتی ہے۔ کس کے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے یہ خواتین کھیتوں میں کام کرتی ہیں؟ میڈم! جس کھیت میں یہ خواتین اپنے مردوں کے ساتھ کام کرتی ہیں اس کھیت سے اگنے والی نعمتوں کو کوڑیوں کے مول کون خریدتا ہے؟ کون ان کی مہنگی سبزیاں، پھل فروٹ سستے داموں خرید کر مہنگے داموں فروخت کرتا ہے؟ وہی سرمایہ دار، سرپرستِ تحریک حقوقِ نسواں؟

میڈم! غربت اور بھوک کے سبب سڑکوں پر ان سے روڑی کون کٹواتا ہے؟ اور ان کی بھوک اور غربت دور کرنا کن کی ذمہ داری ہے؟ کبھی سڑکوں پر روڑی کوٹتی ان خواتین کے آس پاس اس ٹھیکدار کو تلاش کیجیے گا جو آپ ہی کا خاص آدمی ہے کیونکہ آپ اور وہ ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں عورت سے زیادہ سستا مزدور میسر بھی تو نہیں آتا نا!!! عورت مرد کے شانہ بشانہ چلے گی کا شوشہ بھی تو آپ ہی نے چھوڑا ہے نا!!

میڈم! آپ نے کہا: "اور جب وہ گلی

کے کوڑے میں سے کھانا تلاش کر رہی ہوتی ہے" اسلام اور مسلمانوں نے جہاں تک ہو سکا ان کے باعزت رزق کا اہتمام کیا مرد کو ذمہ داری دی وہ اس کو گھر کی دہلیز پر تمام ضروریات مہیا کرے۔ دنیا بھر میں اولیاء اللہ کے مزارات اور اعراس کی محافل، گیارہویں و بارہویں کے نام پر صدقہ و خیرات کے نام پر ان گنت لوگوں کو بغیر کسی شکریے کہ پیٹ بھر کر شاندار کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ اور آگے بڑھیے دیکھیے سیلانی کے کام کو انہوں نے جگہ جگہ دسترخوان بچھائے ہوئے ہیں۔ ماہانہ بنیادوں پر لوگوں کے گھر ان گنت تنظیمیں اپنا کام کر رہی ہیں۔ آیئے! آگے بڑھیے اور ان خواتین کی بے بسی دور کرنے کے لیے اپنا حصہ ڈالیے۔ انہیں بغیر کسی معاوضے اور بغیر کسی محنت کے آپ اشیائے خورد و نوش کی ذمے داری لے لیجیے۔ آپ عزم کیجیے ہم خواتین کو ان کی دہلیز پر ہر شئے فراہم کریں گے اب انہیں مرد کی ہراسمنٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

میڈم آپ نے کہا: ہم عورت کو اسلامی فرائض اُس وقت یاد کرواتے ہیں جب وہ اپنے جسم پر اپنا کنٹرول رکھنے کا اعلان کرتی ہے۔ ہمیں عورت کے حقوق اُس وقت یاد نہیں آتے جب عورت کو مرضی کرنے سے غیرت کے نام پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ نہیں میڈم! ایسا نہیں ہے ہم تو فرائضِ اسلام ہمہ وقت بیان کرتے ہیں ہم تو جس دین کے پیروکار ہیں۔ جس کتاب پر ہمارا ایمان ہے ہم آپ کو بھی دعوت دیتے ہیں آپ بھی اس کو ملاحظہ کیجیے۔ یہ کتاب محض زنا پہ سزا نہیں سناتی بلکہ اس سے پہلے ان تمام اسباب کا سدِّ باب بھی کرتی ہے جن کے سبب زنا پھیلے۔ آپ نے کہا: "چھوٹے چھوٹے گاؤں کی مسجدوں سے لے کر یوٹیوب وڈیو پر بڑے بڑے علما کے خطبے سن لیں۔" آپ ہی نے کہا "حور کے جسم کے

ایک ایک حصے کونہایت وضاحت سے بیان کیا جاتا ہے۔اس کے مرمریں جسم اور خوبصورت آنکھوں کے تذکرے ہوتے ہیں۔ کچھ تو اس احوال میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ اس کو لکھنا بھی اخلاق باختگی ہو گی۔ کچھ تو صاف صاف زمینی عورت سے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے میلی کچیلی عورت قرار دے کر نظر انداز کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔'' بے چارے مولوی صاحب! احبابِ من! ان لبرلز اور موم بتی آنٹیوں کی گفتگو اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ یہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید تک کو ہدف تنقید بنا لیتے ہیں براہ راست نام لینے سے لینے کے دینے پڑ جائیں گے اس لیے مولوی کا نام لے کر اسلام، خدا اور قرآن پر حملہ کیا جا رہا ہے اس ملک خداداد پاکستان میں۔اور صرف اس نشاندہی پر مولوی پر متشدد ہونے کی پھبتی بھی۔حور کا تذکرہ کس نے کیا؟ کسی مولوی نے ، یا قرآن نے؟ کلام اللہ ، کتاب اللہ میں موجود مولوی نے تو بیان کیا ہے اللہ کے وعدے کو اس پر اعتراض کریں اور سب چپ رہیں یہ ہے وہ لبرل ازم جس پر اسلام کے ماننے والے خاموش نہیں رہ سکتے۔

معذرت بہت معذرت میڈم! آپ کے حد درجہ دریدہ دہن ہونے کے باوجود، اگر آپ مسلمان ہیں اور کتاب اللہ پر یقین رکھتی ہیں جس کے حوالے آپ سیمینارز مین دیتی ہیں وہاں یہ بھی موجود ہے''یہ جسم خدا کی عطا ہے مرضی بھی اسی کے خالق کی ہوگی'' اور ہمیں امید ہے اگر آپ نے اُن کا مطالعہ بغیر کسی عصبیت کے کیا تو آپ اس کتاب اللہ سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے اخلاق باختہ سلوگن کو تبدیل کر کے یہ لکھ دیں گی ''یہ جسم خدا کی عطا ہے مرضی بھی اسی کے خالق کی ہوگی۔''

☆☆☆☆☆

قرآن اور تحفظ نسواں

محترمہ ڈاکٹر رضوان سحر

8 مارچ الحادی و لبرل عورتیں کی آزادی کی تاریخ تو ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک مسلمان عورت کی آزادی۔ ہمارے پیارے آقائے دو عالم ﷺ نے جو تعلیمات اہل مسلم کی عورتوں کو فرمائی اس کی تاریخ 1400 سال پہلے ہمیں بتا دی گی تھی کہ مسلمان عورت ہر دن۔ ہر پل آزاد ھے اس کے حقوق اس کی آزادی ہر چیز میں اللہ نے حکمت رکھی ھے دنیا کے کسی مذہب نے اتنے حقوق اپنی خواتین کو نہیں دیئے جو دین اسلام نے دیئے ہیں۔ لیکن یہ آجکل کی لبرل سوچ کی حامل کھسرے نما عورتیں۔ جنہوں نے عورت کے معنی کو ہی بدل دیا ھے مجھے ان کے ہاتھوں میں پکڑے پلے کارڈ پر لکھی عبارتیں پڑھ کر سخت غصہ آیا حد ہے۔ یہ نہیں سمجھ سکتی۔ انہیں نہیں پتہ عورت کا مقام و مرتبہ۔

8 مارچ سے فیس بک پر کچھ خواتین مسلسل کچھ پلے کارڈ ہاتھوں میں لیے اپنی آزادی کے راگ گاتی نظر آ رہی ہیں اور جس قسم کے انہیں نے پلے کارڈز پر جملے لکھے ہیں سر شرم سے جھک جائے استغفر اللہ استغفر اللہ۔

کوئی مسلم عورت اس طرح کی سوچ نہیں رکھ سکتی۔ ہمارے پیارے آقائے دو عالم ﷺ وہ ہستی جس کے صدقے عورت کو مکمل انسانی حقوق اور تحفظ حاصل ہوا۔ قرآن پاک سے مسلمان عورت کا نقشہ بتا رہی ہوں جو سورۃ

احزاب میں بیان ہوا ہے ہمارا پیارا قرآن کہتا ہے کہ مسلمات: وہ اللہ کی فرمانبردار ہوتی ہیں۔

مومنات: وہ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والی اور اپنے اعمال میں اس ایمان پر قائم رہتی ہیں۔

قانتات: وہ اللہ کے احکامات کی طرف جھکنے والی ہوتی ہیں۔

صادقات: وہ سچی ہوتی ہیں اور جھوٹ سے بچتی ہیں۔

صابرات: وہ مشکلات اور آزمائشوں میں صبر کرنے والی ہوتی ہیں۔

خاشعات: وہ اللہ سے ڈرنے والی اور اس کی فرمانبردار ہوتی ہیں۔

متصدقات: وہ اپنے مال سے مسکین کا حصہ نکالنے والی ہوتی ہیں۔

صائمات: وہ روزے رکھنے والی ہوتی ہیں۔

حفظت: وہ اپنی حفاظت کرنے والی باعفت ہوتی ہیں اور اللہ تعالی کے قائم کردہ حدود کی حفاظت کرتی ہیں۔

ذاکرات: وہ اللہ کو یاد کرنے والی اور اس کے احکامات کا ذکر کرنے والی ہوتی ہیں۔

محصنات: وہ بھولی بھالی نیک دل اور خیر خواہ ہوتی ہیں۔ یہ ہیں اہل مسلم عورتیں۔

ہماری دعا ھے کہ اللہ تعالی ہر مسلمان کے گھر میں ایسی فکر وفہم رکھنے والی عورتیں پیدا فرمائے۔ آمین

اس طرح کی نہیں جو 8 مارچ کو سرخ پلے کارڈ اٹھا کر حقوق نسواں کے لیے تنگ پاجامہ پہن کر اپنے اعضاء اور خدوخال کی نمائش لگائے۔ مجھے تو ان عورتوں کو دیکھ کر عہد جہالت عرب کا وہ زمانہ یاد آ گیا جہاں فاحشہ عورت اپنے گھر کی چھت پر سرخ جھنڈا لگا لیا کرتی تھی۔ ان لبرل عورتوں نے بھی سرخ پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے۔ اللہ تعالی اور اس کے محبوب حبیب ﷺ کا کروڑ کروڑ بار شکر بجا لائے کہ ہم امت محمدی ﷺ ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دریائے فیض میں علم کا فیضان

مفتی علی اصغر عطاری

حضرت علی المرتضیٰ کے دریائے فیض میں علم کا فیضان بھی وہ خزانہ ہے جس کا حصول ہماری ذمہ داری ہے سیرتِ سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان کی فضیلت کا ایک پہلو علم ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ پر جو فضل کیا اس میں علم ایک اہم وصف ہے ہم سب نے ہی وہ حدیث سنی ہوگی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت کے دو مرتبہ ہیں ایک زبانی دوسرا عملی بلا شبہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے زبانی اظہارِ محبت اور قلبی عقیدت بھی ہمارے دل کی ٹھنڈک ہے۔ لیکن اگر بات کی جائے عملی پہلو کی تو علم دین کا حصول۔ قرآن کریم کی تفسیر احادیث طیبہ کی معرفت۔ دین کے بنیادی مسائل کا احاطہ یہ وہ بنیادی چیزیں ہیں جن کو پانے کے بعد اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت میں بندہ ترقی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور معرفت پانے کا اہم ذریعہ علم دین ہے اور دین کا علم ایسے افراد سے لیا جائے گا جن کا سلسلہ علم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہو اور اس دروازے سے داخل ہو کر ہی مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچنا ممکن ہوتا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ زبانی دعویٰ محبت

سے آگے بڑھیں سیدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم جس شہر کے لئے دروازہ ہیں اس میں داخل ہونے کی تدبیر بنائیں کیونکہ علم نور ہے۔ جب علم آتا ہے تو حقیقت منکشف ہوجاتی ہے۔ جہالت دور ہوجاتی ہے۔ معرفت کے دروازے آہستہ آہستہ کھلنے لگتے ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو جہالت نہیں بلکہ علم پسند ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث جب بصورت علم دین بٹ رہی ہو تو ہمیں آگے بڑھ کر وصول کرنا چاہیے آج یوم علی رضی اللہ عنہ میں یہ ذہن بنایئے کہ ہم محبت سیدنا علی المرتضی کے معاملے میں صرف نعروں تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کریں گے حقیقت تو یہ ہے کہ ہم میں سے ایک تعداد نے خود سیرت سیدنا علی المرتضی بھی ٹھیک سے نہیں پڑھی ہوتی اولیاء اللہ کا دامن تھامن لیں میرے مرشد کریم پیران پیر سلطان الاولیاء حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ

عنہ وہ ہستی ہیں جو ساری عمر خیرات سیدنا علی المرتضی تقسیم کرتے رہے حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بغداد شریف میں مدرسہ قائم کیا اس مدرسہ میں دین کے ضروری علوم وفنون بھی پڑھائے جاتے تھے اور وہ علوم بھی سکھائے جاتے تھے جو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے سینے میں مشائخ کرام سے سینہ بسینہ منتقل ہوئے یا براہِ راست سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ملے تھے۔ میں چند سال قبل بغداد معلی جب حاضر ہوا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار پُرانوار پر جانے لگا تو سب سے پہلے دروازے کے دونوں طرف فریم میں لگی تختیوں نے مجھے یہ بتایا کہ یہ وہ اکابرین ہیں جن سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے علوم و معرفت حاصل کی۔ دروازے کی دونوں جانب دو مختلف شجرے تھے اور دونوں ہی حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے واسطے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتے تھے۔ پہلا شجرہ وہ ہے جو شجرہ قادریہ رضویہ میں مذکور ہے، دوسرا

شجرہ وہ ہے جو امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے پہلے شجرہ کی تفصیل حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ نے خلافت حاصل کی امام ابوسعید المخزومی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام اَبو الحسن ہکاری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام ابوالفرح طرطوس المکی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام شیخ عبدالواحد التمیمی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام اَبو بکر الشبلی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام سري السقطی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام معروف الکرخی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام علی الرضا رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام موسی الکاظم رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام جعفر الصادق رضي اللہ عنہ سے انہوں نے امام محمد الباقر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اور آپ نے سید الانام خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تمغہ ولایت حاصل کیا۔

دوسرے شجرے کی تفصیل حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے خلافت حاصل کی امام ابوسعید المخزومي رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام ابو الحسن ہکاري رضي اللہ عنہ سے انہوں نے امام ابوالفرج الطرطوسي رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام اَبو بکر الشبلي رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام جنید البغدادي رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام سری سقطي رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام داؤد الطائی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام حبیب عجمي رضی اللہ عنہ سے انہوں نے امام حسن بصري رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے امیر المؤمنین علي بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اور انہوں نے مخزن علم، شہر علم، عالم ما کان و ما یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکتساب فیض کیا۔ ملاحظہ ہو اولیائے کاملین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے ملنے والے رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان اور نورِ علم کو کس مضبوطی سے آگے پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو علم کا عظیم چشمہ جاری ہے اس کو آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کا اہتمام آج بھی جاری ہے۔ میں قربان جاؤں اپنے پیر و مرشد شیخ طریقت امیر اہل حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کی شخصیت پر کہ جو سلسلہ قادریہ کے عظیم پیشوا ہیں۔ جن کا سلسلہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیض پر ہی مبنی ہے شیخ طریقت امیر اہل سنت نے سلسہ قادریہ کا فیضان لاکھوں کروڑوں لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ آپ کے بلا مبالغہ کروڑوں مریدین پائے جاتے ہیں جو کہ فیض سیدنا علی المرتضیٰ سے وابستہ ہو گئے ہیں۔ شیخ طریقت امیر اہل سنت نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیضان پر صرف زبانی نعرہ سکھانے اور عقیدت کا جام پلانے تک خود کو محدود نہیں رکھا بلکہ فیضان علی کی عملی تصویر پیش کی ہے کہ علم مصطفیٰ اور میراث مصطفیٰ جس کا دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اس علم کو پھیلانے کے لئے سینکڑوں مدارس اور جامعات قائم کیے ہیں۔

موجودہ دور میں قرآن، حدیث، تفسیر اور فقہ اسلامی کے سکھانے والے ادارے پاک و ھند میں جتنی بڑی تعداد میں مولانا الیاس قادری صاحب نے قائم کیے ہیں اس کی مثال موجودہ زمانے میں نہیں ملتی اور ان کے مریدین و معتقدین کی جتنی بڑی تعداد علم دین پڑھنے پڑھانے اور دین کی تبلیغ کرنے پر جس تیز رفتاری کے ساتھ عمل پیرا ہے اس کی بھی کوئی نظیر عصر حاضر میں نہیں ملتی یہ سب فیضان سیدنا علی المرتضیٰ ہے کہ شیخ طریقت مولانا الیاس قادری صاحب سلسلہ قادریہ کے پیشوا ہیں اور سلسلہ قادریہ کا شجرہ ہی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ قادری ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اپنا رشتہ مضبوط کر لیا ہے۔ یہ سلسلہ اگر مضبوط رکھنا ہے تو علم سے محبت علم سے دوستی اور علم۔

حصول کو یقینی بنانا ہوگا۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اتنی زیادہ خدمات کے باوجود محض قیاس آرائیوں اور سنی سنائی باتوں کو لے کر یہ کہا جائے کہ مولانا الیاس قادری حضرت سیدنا علی المرتضی کی تکریم نہیں کرتے معاذ اللہ یا اہل بیت کی تکریم نہیں کرتے۔ جب معاملہ شخص متعین کا ہے تو فرد متعین کا بیان تو لے لیا ہوتا، احوال پر گہری نگاہ تو ڈال لی ہوتی۔ ایک سوال جواب کسی نے وٹس ایپ کیا کہ دعوت اسلامی نے اہل بیت پر سلام بھیجنا بند کر دیا ہے اس پر کیا فتوی ہوگا فتوی دینے والے نے بھی قلمی اظہار کا موقع جانے نہ دیا اور بجائے خود تحقیق کرنے کے سائل کی معلومات پر اکتفاء کیا جس شخص نے مجھے وٹس ایپ بھیجا تھا میں نے اسے صرف دو لائن کا جواب دیا کہ دعوت اسلامی کا ہر مبلغ، ہر کتاب، ہر بیان، خود امیر دعوت اسلامی کے درس و بیان کی ابتداء حمد کے بات ان صیغوں سے ہوتی ہے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک و اصحابک یا حبیب اللہ الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ وعلی آلک واصحابک یا نور اللہ آلک کا ترجمہ ہے آپ کی آل پر اور اَصْحَابِکَ کا ترجمہ ہے آپ کے اصحاب پر ملاحظہ ہو غلط فہمیاں کتنی ڈھٹائی سے پھیلائی جارہی ہیں جو حقیقت کے برعکس ہیں اللہ پاک ایسی روش سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

بات علم کی اہمیت اور فیضان سلسلہ قادریہ کے ذریعے فیضان علی کی چلی ہے تو ایک آخری بات مزید عرض کرتا چلوں کچھ سال پہلے سلسلہ قادریہ پر پی ایچ ڈی کرنے والے ایک بزرگ اسکالر اور عالم دین نے مجھے بتایا تھا کہ سندھ اور پنجاب میں متعدد گدیاں ایسی ہیں جو ہیں تو سلسلہ قادریہ کی گدیاں لیکن علم دین سے رشتہ ختم ہو جانے کی وجہ سے آج ان پر جو سجادہ نشین بیٹھے ہیں انہوں نے خود کو اہل سنت کہنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اللہ پاک اہل سنت کو شاد و آباد رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

اذان بلال اور سورج کا نہ نکلنا

مولانا عبد المصطفیٰ قادری

عوام الناس سے لے کر خواص تک ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان میں لکنت تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان کے کلمات کو صحیح طور پر ادا نہیں کر پاتے تھے؛ ایک مرتبہ آپ کو اذان دینے سے روکا گیا اور جب آپ نے اذان نہیں دی تو سورج ہی نہیں نکلا! یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال کی ''سین'' اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''شین'' ہے۔ اس واقعے کو کچھ مقررین بڑے شوق سے بیان کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو بھی ایسی مسالے دار روایات سننے میں بڑا مزا آتا ہے۔ کئی معتبر علما نے اس روایت کا رد کیا ہے اور اسے موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے لیکن پھر بھی کچھ مقررین اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ مقررین کی پیشہ ورانہ مجبوری اُنھیں ایسی روایات چھوڑنے نہیں دیتی، ع

ذرا سا جھوٹ ضروری ہے داستاں کے لیے

اس روایت کے متعلق علمائے محققین کی آرا ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

امام ابن کثیر (م 774ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج5، ص477)

امام شیخ عبد الرحمن سخاوی (م 904ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد برہان سفاقسی کے حوالے سے علامہ جمال الدین المزی کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت عوام کی زبانوں پر تو مشہور ہے لیکن ہم نے کسی بھی کتاب میں اسے نہیں پایا۔ (المقاصد الحسنۃ، ص190، ر221)

امام سخاوی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ابن کثیر نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور اسی طرح علامہ جمال الدین المزی کا قول گزر چکا۔ (ایضاً، ص 397، ر 582، ملتقطاً)

علامہ عبد الوہاب شعرانی (م 973ھ) اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عوام کی زبان پر تو مشہور ہے لیکن اصول میں ہم نے اس بارے میں کوئی تائید نہیں دیکھی۔

(البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر والنذیر، ص 117، ر 915 بہ حوالہ جمال بلال)

علامہ شعرانی مزید لکھتے ہیں کہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(ایضاً، ص 186، ر 1378)

امام ملا علی قاری حنفی (م 1014ھ) نے بھی اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

(الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری، ص 140، ر 76)

علامہ بدر الدین زرکشی (م 794ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حافظ جمال الدین المزی فرماتے ہیں کہ یہ روایت عوام کی زبان پر تو مشہور ہے لیکن اس بارے میں ہم نے امہات الکتب میں کچھ بھی نہیں دیکھا اور اس روایت کے بارے میں شیخ برہان الدین سفاقسی کا بھی یہی قول ہے۔

(اللآلی المنثورۃ فی الاحادیث المشہورۃ، ص 207، 208)

علامہ ابن المبرد المقدسی (م 909ھ) اس روایت کو لکھنے کے بعد علامہ جمال الدین المزی کا قول نقل کرتے ہیں کہ مستند کتب میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

(التخریج الصغیر والتحبیر الکبیر، ص 109، ر 554)

علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (م 1162ھ) اس روایت کو لکھنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ امہات الکتب میں ایسا کچھ بھی وارد نہیں ہوا اور امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور علامہ جمال الدین المزی سے نقل کرتے ہوئے شیخ

برہان سفاقسی فرماتے ہیں کہ عوام کی زبان پر تو ایسا مشہور ہے لیکن اصل کتب میں ایسا کچھ بھی وارد نہیں ہوا۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس، ص260، ر695)

علامہ عجلونی مزید لکھتے ہیں کہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(ایضاً، ص530، ر1520)

اس روایت کا رد ان کتب میں بھی موجود ہے: "تمیز الطیب من الخبیث"، "تذکرۃ الموضوعات للھندی"، "الدرر المنتثرۃ للسیوطی"، "الفوائد للکرمی"، "اسنی المطالب"۔

علامہ شریف الحق امجدی (م 1421ھ) لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ بعض کتابوں میں درج ہے لیکن تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت موضوع، منگھڑت اور بالکلیہ جھوٹ ہے۔ (فتاوی شارح بخاری، ج2، ص38)

علامہ عبد المنان اعظمی (م 1434ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان سے معزول کرنے کا ذکر ہم کو نہیں ملا بلکہ عینی جلد پنجم، صفحہ نمبر 108 میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سفر اور حضر ہر دو حال میں اذان دیتے اور یہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں حضرات کی آخری زندگی تک مؤذن رہے۔

(فتاویٰ بحر العلوم، ج1، ص109)

مولانا غلام احمد رضا لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ موضوع و منگھڑت ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کلمات اذان صحیح (طور پر) ادا نہیں ہو پاتے تھے۔

(ملتقطاً: فتاوی مرکز تربیت افتا، ج2، ص647)

ان دلائل کے بعد اب اس روایت کے موضوع و منگھڑت ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

☆☆☆☆☆

شانِ خواجہ غریب نواز

علامہ مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

ملک ہندوستان شرک و کفر کے دَل دَل میں پھنسا ہوا تھا۔ بعض علاقے ہی دامن اسلام میں تھے؛ جیسے کیرلا و سندھ۔ کثیر علاقے شرک کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ لاکھوں اصنامِ باطل کی پرستش ہوتی تھی۔ پتھروں کے آگے سر جھکے ہوئے تھے۔ پیشانیوں کا وقار مجروح تھا۔ معبودِ حقیقی سے جبیں منحرف تھی۔ ایسے ماحول میں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی سرزمین پر تشریف لائے۔ آپ کی یہ آمد خدائی حکمت کے تحت ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور سے دہلی تک۔ اور دہلی سے اجمیر تک۔ جہاں جہاں قیام ہوا؛ دلوں سے کفر و شرک کے زنگ ڈھلتے رہے۔ لوگ جوق در جوق دامنِ اسلام میں آتے رہے۔

جس جگہ اصنام ہی صدیوں سے پرستش کا باعث بنے ہوئے ہوں۔ وہاں یقیں کے اُجالے بکھیرنا آسان نہیں۔ خواجہ غریب نواز نے اپنی سادہ طرزِ زندگی، خوف وخشیت الٰہی سے پُر تعلیمات، اعلیٰ اخلاق، روشن و تاباں کردار کی بدولت کفر کی وادیوں میں اذانِ سحر دی۔ باطن کے اندھیرے دور کیے۔ ایمان کے نور سے جبیں کو منور کر دیا۔ کشتِ ایماں ہری بھری ہو گئی۔ اجمیر کی دھرتی سے پورے ہندوستان کو کنٹرول فرمایا۔ آپ کا نظام دعوت و تبلیغ معمولی نہ تھا۔ آج لاکھوں افراد میں تبلیغ اسلام کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور نتائج و حقائق دعوے کی قلعی کھول دیتے ہیں۔ خواجہ غریب نواز کی تبلیغ مثالی اور نتیجہ خیز تھی۔ بجھی طبیعتیں ایمانی نور سے کھل اُٹھیں۔ مَن کی دنیا میں

انقلاب آگیا۔ گویا دبستاں کھل گیا۔ بنجر وادیاں شاداب ہوگئیں۔ تشنہ کام سیراب ہوئے۔ شرک کے بادل چھٹے۔ اندھیریاں دور ہوئیں۔ روشنی پھیلتی گئی۔ طیبہ سے ایمان کی بادِ بہاری چلی۔ پورا ہندوستان اس سے خوش گوار ہوگیا۔ اسی آفاقی تبدیلی نے مشنِ خواجہ کی مقبولیت کو ہویدا کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے خواجہ غریب نواز کی مقبولیت کے ضمن میں اس بات کو ذکر فرمایا ہے کہ: قبولیتِ دُعا کے مقامات میں بارگاہِ خواجہ غریب نواز بھی ہے، جہاں مانگی ہوئیں دُعائیں اجابت کی منزل پر فائز ہوتی ہیں۔

انقلاب کی تازہ لہر نے بہت جلد خواجہ غریب نواز کے مشن کی معنویت کو ظاہر کیا۔ خدائی مدد کا جلوہ رونما ہوا۔ اپنے ہی کیا پرائے بھی معترف ہوئے۔ مولانا محمد عبدالمبین نعمانی اس انقلابی تبدیلی کے ضمن میں فرماتے ہیں: آپ کی زندگی بظاہر معمولی اور سادہ تھی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں بیٹھ کر آپ نے ہندوستان میں جو روحانی انقلاب برپا کیا اس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ ہند خالی ہے، یہی وجہ ہے کہ آج آپ کی عقیدتوں کے چراغ بلا تفریق مذہب وملت سب کے دل میں جل رہے ہیں اور جملہ باشندگان ہند آج پروانہ وار آپ کی چوکھٹ پر حاضری دینے کے لیے اپنے کو بے قرار پاتے ہیں، یہ آپ کی وہ روحانی حکومت ہے جس کا اعتراف ایک انگریز حکمراں وائسرائے ہند لارڈ کرزن نے جب وہ ۱۹۰۲ء میں آستانہ غریب نواز پر گیا تھا اس طرح کیا ہے: 'میں نے ایک قبر کو ہندستان میں حکومت کرتے دیکھا ہے'۔ (اکابرین چشت ص ۲ .پروفیسر غلام سرور رانا)

خواجہ غریب نواز نے دین کی تعلیمات کو بڑی سادگی کے ساتھ پھیلایا۔ اس میں ان کی اخلاقی عظمت کی قندیل فروزاں دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے معرکہ آرا ارشادات میں اصلاح وفلاح کا جہان آباد ہے۔ چند ارشادات مطالعہ کریں:

[۱] محبت میں عارف کا کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ وہ صفاتِ حق کا مظہر ہوجائے اور محبت

میں عارفِ کامل کا درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس کے مقابلے پر دعویٰ کرکے آئے تو وہ اپنی قوت کرامت سے اسے گرفتار کرلے۔

[۲] بدبختی کی علامت یہ ہے کہ کوئی گناہ کرتا رہے، پھر بھی مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہونے کی اُمید رکھے۔

[۳] سخاوت کا بڑا درجہ ہے جس نے بھی نعمت پائی سخاوت سے پائی۔

[۴] لوگ منزلِ قرب نہیں پاتے مگر نماز کی ادائیگی میں کیوں کہ نماز مومن کی معراج ہے۔

(ماخوذ: اخبار الاخیار و مونس الارواح)

[۵] جس نے کچھ پایا خدمت سے پایا تو لازم ہے کہ مرشد کے فرمان سے ذرہ برابر تجاوز نہ کرے اور خدمت میں مشغول رہے۔

[۶] نماز بندوں کے لیے خدا کی امانت ہے تو بندوں کو چاہیے کہ اس کا حق اس طرح ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت پیدا نہ ہو۔

[۷] نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے تو جب ستون قائم ہوگیا تو مکان بھی قائم ہوگیا۔

[۸] جو بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور جہنم کے درمیان سات پردے حائل کردے گا جن میں سے ہر ایک پردہ پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہوگا۔

[۹] اس سے بڑھ کر کوئی کبیرہ گناہ نہیں کہ مسلمان بھائی کو بغیر سبب تکلیف دی جائے اس میں خدا اور سول دونوں ناراض ہوتے ہیں۔

[۱۰] یہ بھی کبیرہ گناہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا کلام اللہ سنے تو اس کا دل نرم نہ ہو اور ہیبتِ الٰہی سے اس کا ایمان زیادہ نہ ہو۔ (ماخوذ: دلیل العارفین)

ان ارشادات میں اصلاحِ باطن و تزکیہ نفس کا پہلو مستور ہے۔ نمازوں سے رغبت دلائی گئی ہے۔ اعمال کی اصلاح کا پیغام مضمر ہے۔ ان ارشادات پر عمل سے معاشرہ پاکیزہ ہو سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ تعلیمات خواجہ غریب نواز کی اشاعت کر کے معاشرے کی اصلاح کی جائے۔

☆☆☆☆☆

مسلمانو! یہ ہیں امام احمد رضا

علامہ مولانا یٰسین اختر مصباحی

متحدہ ہندوستان کی عظیم وجلیل دینی وعلمی شخصیات میں ایک ممتاز نام ہے:

ابوحنیفہ ہند، امام احمد رضا، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی قدس سرہ (وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء)

ہندو پاک و بنگلہ دیش کے ساتھ، دنیا کے بیشتر ممالک کے "سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت" کے درمیان آپ کے تعارف وتذکرہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔

اور آپ سے نسبتِ محبت وعقیدت کے نقوش، نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں۔

آپ کی ہشت پہلو شخصیت اور اکابر و اسلاف اہل سنت کے مذہب قویم وفکر اصیل پر مشتمل آپکے پیش کردہ افکار وتعلیمات کی درخشندگی وتابنا کی عصرِ حاضر کی ایک مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔

پیش ہے آپ کی متعدد الجہات شخصیت اور فضل وکمال کا ایک اجمالی تعارف جس سے آنکھیں، روشن اور دل، شادکام ہو جائیں۔

جسے "امام احمد رضا" کا رتبہ بلند، آپ کا منصب رفیع اور آپ کی فیض بخش وجلوہ بار زندگی کا شاندار مرقع دیکھنا ہو، وہ مندرجہ ذیل حقائق کو پیش نظر رکھے۔

اور بصیرت کے ساتھ، ان کے ہر پہلو پر، غائرانہ نظر ڈالتے ہوئے آپ کی دینی و

علمی وروحانی عظمت وفضیلت ورفعت کو تہ دل سے خراجِ تحسین پیش کرے:

قلب ونظر کی زندگی، دشت میں صبح کا سماں
چشمۂ آفتاب سے، نور کی ندیاں رواں

متحدہ ہندوستان کی اعاظم واکابر شخصیات اور طبقۂ علما میں ابوحنیفہ ہند، امامِ اہلِ سنت مولانا الشاہ محمد احمد رضا، حنفی، قادری برکاتی، بریلوی، اپنے علم و دانش، فکر وفہم، تبحر وتفقہ بصیرت وفراست اور کمال و جامعیت ہر لحاظ سے۔

چودھویں صدی ہجری کے ممتاز وجلیل القدر عالم دین ومفسر عظیم ومحدث جلیل ومتکلم اسلام وفقیہ ومفتی انام وشیخ ومرشد تصوف و طریقت و مداح رسول مکرم اور عاشق رسول معظم ہیں۔

صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَحِزْبِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ وَمَشَائِخِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(۱) جن کا ترجمہ قرآن (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن) اُردو زبان کا سب سے جامع و مستند ترجمہ ہونے کے ساتھ، ہندو پاک میں، سب سے زیادہ، شائع ہونے اور ساری اُردو دنیا میں، سب سے زیادہ، پڑھا جانے والا، مقبول ترین، ترجمۂ قرآن ہے۔

(۲) جن کی ہزاروں صفحات پر مشتمل، تحریرات وفتاویٰ میں، احادیث نبوی کی جلوہ سامانی کتب حدیث کے حوالوں کی فراوانی اور علم حدیث کے مختلف فنی پہلوؤں پر تحقیقی مباحث و معارف دیکھ کر، معاصر علما وفقہا و محدثین کرام نے انہیں امیر المومنین فی الحدیث قرار دیا۔

(۳) جن کا مجموعۂ فتاویٰ، معروف، بہ فتاوی رضویہ (العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ) چودھویں صدی ہجری کے ابوحنیفہ ہند کا، بے مثال فتاوی ہندیہ اور اُردو

زبان میں فقہ حنفی کا شاہکار فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے۔

(۴) جنہوں نے اپنے سفر حج وزیارت ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء کے دوران، کرنسی نوٹ کے پیدا شدہ مسئلہ پر، فتح القدیر کا ایک فقہی جزئیہ پیش کر کے، علما و فقہائے حرمین شریفین کا تذبذب، دور کیا کہ:

اس کی حیثیت، رسید نہیں، بلکہ مال کی ہے۔

جس کے بعد عالم اسلام کے سبھی علما و فقہا و مفتیانِ کرام، کرنسی نوٹ کے مال ہونے پر شرح صدر کے ساتھ مطمئن اور متفق ہو گئے۔

(۵) جنہوں نے ۱۹۱۲ء میں بمبئی و کلکتہ وغیرہ کے مسلم اہلِ دولت و ثروت کو مسلم بینک قائم کرنے کا تحریری مشورہ دیا۔

جب کہ مسلم معاشرہ، بلکہ مسلم اصحاب علم و ارباب فکر اور اہل حرفت وصنعت وتجارت کے ذہنوں میں بینک اور اس کے قیام کا اس وقت تک کوئی تصور بھی نہیں تھا۔

(۶) جنہوں نے جنگ طرابلس (۱۹۱۱ء) و جنگ بلقان (۱۹۱۲ء) و حادثہ مسجد، مچھلی بازار کان پور (۱۹۱۳ء) وتحریکِ خلافت (۱۹۱۹ء) وتحریک ترک موالات (۱۹۲۰ء) و تحریک ہجرت (۱۹۲۰ء) کے دوران، مسلمانانِ متحدہ ہند کی ہدایت و رہنمائی کے لیے شرعی احکام و حدود کی تفصیلات بتاتے ہوئے، ہر حال میں انہیں شرعی احکام وحدود کی پابندی کی تلقین و تاکید پر مشتمل نہایت وقیع واہم اور فیصلہ کن فتاوی، جاری کیے۔

اور مسلم لیڈروں کی بہت سی بے اصولیوں اور بے اعتدالیوں کی نشان دہی کرتے ہوئے مسلمانان متحدہ ہند کو، ان لیڈروں کے تجاوز و انحراف کے خطرناک نتائج وعواقب سے بروقت آگاہ اور متنبہ کیا۔

(۷) جن کی بصیرت ودیدہ وری اور دور

اندیشی کا روشن نمونہ یہ ہے کہ:

آپ ہی کے حکم کے مطابق، آپ کے خلیفہ، حضرت مولانا سید سلیمان اشرف، بہاری ثم علی گڑھی (متوفی ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء مدفون علی گڑھ) صدر یار جنگ، نواب، حبیب الرحمٰن خاں، شیروانی علی گڑھی (متوفی ۱۹۵۱ء) کی دعوت پر، ۱۹۰۲ء میں علی گڑھ کالج سے بحیثیت استادِ دینیات منسلک ہوئے اور پھر سالہا سال تک، شعبہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے صدر کی حیثیت سے، عالمانہ عظمت و وقار اور سربلندی و سرفرازی کے ساتھ، یونیورسٹی کی دینی و علمی فضا اور ماحول پر چھائے رہے۔

اسی طرح آپ نے ایک مکتوب کے ذریعہ اپنے تلمیذ و خلیفہ حضرت مولانا محمد ظفر الدین احمد قادری رضوی عظیم آبادی (متوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) کو، مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ (صوبہ بہار) کے بارے میں ہدایت فرمائی کہ اور اس کا ہاتھ میں رکھنا ضرور ہے۔

چنانچہ آپ کے دو تلامذہ، مولانا محمد ظفر الدین احمد قادری رضوی عظیم آبادی اور مولانا سید عبدالرشید عظیم آبادی مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کے مدرس ہوئے۔

اور ایک مدت تک مولانا محمد ظفر الدین احمد قادری رضوی عظیم آبادی اس مدرسہ شمس الہدیٰ کے پرنسپل بھی رہے۔

(۸) جن کی نعتیہ شاعری (مشمولہ حدائق بخشش) نے، متحدہ ہندوستان (موجودہ ہندو پاک و بنگلہ دیش) کی سرحدوں کو عبور کرتے ہوئے مختلف ایشیائی ممالک کے ساتھ یورپ و امریکہ و افریقہ و آسٹریلیا کی نہ جانے کتنی اور کیسی کیسی مسلم آبادیوں کی فضاؤں کو اپنے رسولِ رحمت، مصطفیٰ جانِ رحمت (ﷺ) کی نوا سنجی سے معمور کر دیا اور جذب و تاثیر و رجحانِ خلق اور قبولِ عام کا، یہ عالم ہے کہ:

اس معمورہ عالم میں اُردو زبان کا کوئی

منظوم سلام اگر آج سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

کسی نغمۂ عشق کی گونج، بحر و بری کی وسعتوں میں سب سے زیادہ سنائی دے رہی ہے کسی ترانہ محبت کی لَے، عشاق رسول کے کانوں میں سب سے زیادہ رس گھول رہی ہے جس سے روح میں اہتزاز اور قلب میں وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ تو وہ یہ دل کش و دل آویز سلام رحمت اور تحفۂ اخلاص و عقیدت ہے:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(۹) جنہوں نے متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں اپنی کتب و رسائل اپنے خلفا و تلامذہ نیز معاصر علما و مشائخ کرام کے اشتراک و تعاون سے دعوت و اصلاح و ہدایت کا عظیم فریضہ انجام دے کر مسلمانانِ متحدہ ہند کے ایمان و اسلام کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم اور اُن کی فصیلوں کو بلند و بالا کر دیا۔

(۱۰) جنہوں نے علمی و عملی طور سے محبت و اطاعت نبوی و عشق و اتباع مصطفوی کے نقش و نگار کو مزید واضح و روشن کر کے مسلمانانِ متحدہ ہند کے ہر حلقے میں پیغامِ حق رسالت اور پیروی سنت رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عام سے عام تر کرتے ہوئے ذاتِ مصطفوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ سعید و صالح مسلمانوں کی نسبت غلامی کو قابل رشک ہمواری و استواری اور استحکام و استقلال بخشا۔

(۱۱) جو اپنی زبان و قلم کے ذریعہ مسلمانانِ متحدہ ہند کے دلوں میں مشاہیر اسلام و اکابر و اسلاف کرام کی شمع عقیدت و احترام کی لو تیز تر کر کے انعام خداوندی سے سرفراز نفوس قدسیہ کے نقوش قدم پہ تاحیات گامزن رہنے کا تاحیات درس دیتے اور تلقین و تاکید فرماتے رہے۔

(۱۲) جو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ (مارہرہ مطہرہ) وسلسلۂ حقی (دہلی) وسلسلۂ عزیزی ولی اللٰھی (دہلی) اور سلسلہ فرنگی محل (لکھنؤ) کی بے شمار دینی وعلمی و روحانی دولتوں، نعمتوں وارثتوں اور روایتوں کے حامل وامین ہیں۔

جن کے بارے میں عارف باللہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی اور امیر ملت حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سیالکوٹی علیہما الرحمۃ والرضوان کو غوثِ اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم خواب میں بشارت دی کہ ہندوستان میں احمد رضا میرے نائب ہیں۔

(۱۴) جنہیں مارہرہ مطہرہ میں خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قادری برکاتی مارہروی نے بوقت بیعت و ارادت ہی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

اور اسی مبارک موقع پر اپنی زبانِ فیض ترجمان سے اس خصوصی التفات وعنایت کا اظہار فرما کر آپ کو بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جانے والا بیش قیمت جنتی برکاتی تحفہ بنادیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اگر بروزِ قیامت مجھ سے ارشاد فرمائے گا کہ آل رسول! میرے لیے کیا لائے ہو؟ تو میں مولوی احمد رضا کو پیش کر دوں گا۔

(۱۵) جن کی سعادت وسرفرازی کے لیے مرشد طریقت حضرت خاتم الاکابر مارہروی کی بارگاہ سے چشم وچراغ خاندان برکات کا خطاب دیے جانے کا بدستِ حضرت نور العارفین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی برکاتی وثیقہ صادر ہوا۔

(۱۶) جنہیں محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید شاہ محمد محدث اشرفی کچھوچھوی (وصال ۱۳۸۱ھ) علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا:

اعلیٰ حضرت علی الاطلاق، امام اہل سنت

فی الآفاق مجدد ماۃ حاضرہ، موید ملت طاہرہ۔

(۱۷) جن کے وصال کا ٹیلی گرام (تار) کچھوچھۂ مقدسہ پہنچنے سے پہلے ہی شیخ المشائخ، حضرت سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی (وصال ۱۳۵۶ھ) نے فرمایا: میں فرشتوں کے کاندھے پر قطب الارشاد کا جنازہ دیکھ رہا ہوں۔

(۱۸) جنہوں نے اسلامی تصوف و طریقت اور معمولات اہل سنت و جماعت کو اپنی مدلل و مستند تحریرات و فتاویٰ اور قوتِ استدلال کے ذریعہ، مزید علمی استحکام سے مزید موثق و موید کرتے ہوئے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو مذہب و مسلک کا گہرا شعور اور صحیح عرفان عطا فرمایا۔

(۱۹) جنہوں نے اپنے حق شعار و حق نواز و حق نگار قلم کو مسلسل رواں دواں رکھتے ہوئے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی ہمہ جہت رہنمائی کا گراں قدر اور قابلِ صد رشک فریضہ انجام دیا۔

(۲۰) جن کے فولادی ہاتھوں نے تائید و نصرت حق و اہل حق کے ہر مرحلے میں باطل و اہل کے خوں آشام پنجے مروڑ کر انہیں ہزیمت و پسپائی پر مجبور کر دیا۔

(۲۱) جن کے رسوخ علم و فن اور کمال مہارت و عبقریت پر تقریباً ایک ہزار وقیع اور گراں قدر کتب و رسائل رضویہ منہ بولتا ثبوت اور شاہد عدل ہیں۔

(۲۲) جو پچپن (۵۵) علوم و فنون سے زائد، متاعِ علم و دانش اور سرمایہ فکر و فہم کے ساتھ حدیث نبوی کے بحر عمیق، و دریائے تحقیق کی غواصی و جوہر شناسی اور ذاتِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے وابستگی و شیفتگی و وارفتگی میں عکس سراج الہند (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) و شیخ الہند (امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی) ہونے کے ساتھ اپنی حکمت بالغہ میں غزالی ہند اپنی

فراست وبصیرت وتفقہ میں ابوحنیفہ ہند اور اپنی نعتیہ شاعری میں حسان الہند ہیں۔

(۲۳) جو اپنے فضل وکمال زہد وتقویٰ اور اتباع سنت وشریعت کے ہر باب میں ممتاز وفائق الاقران اور مرجع علما وفقہائے اسلام ہیں۔

(۲۴) جن کا مسلک حق وصداقت اور سلسلۂ ذکر وفکر، اپنے اکابر واسلاف سوادِ اعظم اہل سنت وجماعت کے سایۂ رحمت میں اُن کے نقوشِ قدم کی اقتدا واتباع کرتے ہوئے اپنے عقائد وافکار ومعمولات میں مکمل طور سے ان کے ساتھ مربوط ومنظم اور ہم آہنگ ہے۔

(۲۵) جن کی ذاتِ قدسی صفات ہر زاویۂ حیات وخدمات واعمال میں اپنے اکابر علما وفقہا وصوفیہ ومشائخ کرام کا عکس جمیل ہے۔

(۲۶) جن کی مثالی شخصیت خصوصیت کے ساتھ امام المحدثین برکاۃ اللہ فی الہند عاشق رسول شیخ عبدالحق حنفی قادری محدث دہلوی کے رسوخ علم واستقامت دین وکمال حکمت وبصیرت اور مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی کی ہمت وجرأت حق گوئی وجذبۂ اعلائے کلمہ حق کی اپنے دور میں پرتو ونمونہ کامل اور تعظیم وتقدیس رسالت پناہی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایمان افروز مہم اور قافلۂ حق وصداقت کی قائد وسالار ہے۔

(۲۷) جن کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر ہندو پاک کے خالص مذہبی حلقوں کی تحریرات ومضامین ومقالات اور رسائل وکتب کے علاوہ ملک وبیرونِ ملک کی متعدد یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالروں نے اپنے مقالات تحقیق (ایم.فل۔و۔پی،ایچ، ڈی) کی حوصلہ افزا قطار کا ایک گراں قدر اور قابل افتخار سلسلہ قائم کر رکھا ہے۔

چنانچہ ہندو پاک کے علاوہ جامعہ ازہر

قاہرہ مصر سے کولمبیا یونیورسٹی امریکہ تک جو مقالاتِ تحقیق لکھے اور یونیورسٹیوں کی طرف سے منظور کیے جا چکے ہیں، اُن میں پی ایچ ڈی کی تعداد تقریباً چالیس (۴۰) اور ایم فل کی تعداد، پندرہ (۱۵) کے لگ بھگ ہے۔

(۲۸) جن کے عظیم المرتبت خلفا و تلامذہ نے متحدہ ہندوستان کے طول و عرض میں اپنے درس و تدریس، وعظ و خطابت، اصلاح و ہدایت، بیعت و ارشاد اور دعوت و تبلیغ کی برکت سے بے شمار مسلم آبادیوں کو فیض یاب و سیراب کیا۔

(۲۹) جن کے نام کی نسبت سے ہندو پاک و بنگلہ دیش کے طول و عرض میں سیکڑوں مدارس اہل سنت رضوی مدارس کی حیثیت سے مصروفِ تعلیم و تعلم ہیں۔

(۳۰) جن کی وقیع، دینی و علمی خدمات اور تجدیدی کارناموں کی تائید و تحسین کرتے ہوئے علمائے عرب و عجم نے انہیں چودھویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا۔ فالحمدللہ علی ذلك

ابوحنیفہ ہند امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی کے محاسن و کمالات اور آثار و خدمات کا دائرہ بے حد وسیع اور ہمہ گیر ہے۔

جن میں آپ کی صلابت و استقامت دینی و عشق رسول و اتباع سنت و شریعت اور تفقہ و افتا کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

اسی طرح ردفرق و احزاب باطلہ میں بھی آپ کی تحریری و قلمی خدمات اپنی مثال آپ ہیں۔ امام احمد رضا حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ نے خود اپنے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے، اُسے ذیل میں پڑھ کر آپ کی خصوصیات و صفات اظہر من الشمس ہو جاتی ہیں۔

اپنی دینی و علمی مجلس میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ایک بار ارشاد فرمایا

کہ بحمد اللہ! اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں، تو خدا کی قسم! ایک پر لکھا ہوگا: لا الہ الا اللہ۔ دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ۔

(ص ۶۲، الملفوظ حصہ سوم، ص ۱۰۴، حیاتِ اعلیٰ حضرت حصہ اول، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی)

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جس کا قلب کلمۂ اسلام کا گنجینہ اور عشق رسالت کا مدینہ جس کا سینہ، علوم و معارف کا خزینہ اور جس کا قلم حق و ہدایت کا سفینہ ہے۔

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جو نسبتِ رسول کے ادب و احترام کا درس دیتا اور زندگی بھر اس ادب و احترام کے نمونے پیش کرتا رہا۔

ہاں! یہ وہی ''احمد رضا'' ہے جس نے طوفانوں کی زد پر تقدیس رسالت و تعظیم نبوت کی جو تحریک اٹھائی تھی، اس نے عشق و عرفان کی ایسی موسلا دھار بارش برسائی جس سے کشور ہند ہی نہیں، بلکہ مختلف اقصائے عالم تک کی سرزمین جل تھل ہوگئی۔ عشق کی سرفرازی کا یہ کتنا عظیم نمونہ ہے کہ:

ہندو پاک ہی نہیں، ساری دنیائے اُردو کے گلی کوچے یک زبان ہوکر زمزمہ خواں بن گئے ہیں:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہاں! یہ وہی احمد رضا ہے جس کا اسمِ گرامی، عصر حاضر میں اہل سنت کا سکونِ قلب اور راحتِ جاں بن چکا ہے۔

اور صبح و شام اُن کی زبانیں، اس عاشق رسول کے ذکر سے شاد کام ہورہی ہیں۔

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

☆☆☆☆☆